"الدّین"

یعنی

خدا کی ہستی اور توحید

و

"الکون"

از

جناب آنریبل جسٹس مولانا سید کرامت حسین صاحب قبلہ
فیلو الہ آباد یونیورسٹی و جج ہائیکورٹ الہ آباد

مرتبہ

جناب مرزا محمد سجاد علی خان صاحب

وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

باہتمام داروغہ سید محمد صاحب پروپرائیٹر
تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر

قیمت ایک روپیہ معہ محصولڈاک

(الدّین)

یعنے

خدا کی ہستی اور توحید

فضاے عالم کی کوئی انتہا نہین ہے اُسکی وسعت کا اندازہ ذیل کی مثالون سے ہوگا - زمین سے سُورج ۰۰۰۰۰۷۲۹ میل ہے - سورج کی روشنی زمین تک آٹھ منٹ کم ایک منٹ مین پہنچ جاتی ہے اور نجم قطب شمالی کی روشنی زمین تک پہنچنے مین دس ہزار برس لگتے ہین - اگر حساب لگاوین تو وہ نجم جسکو قطب شمالی کہتے ہین تقریبًا زمین سے (۰۰۰۰۰۰۵۹۵۶×۰۰۰۰۷۲۹) میل ہوگا اور اوسکے بعد معلوم نہین کہ قطب شمالی سے اُس طرف کتنی دور تک فضا ہی سُورج کا حجم زمین کے حجم کا ۰۰۰۰۰۱۲ گنا ہے اور جتنا سُورج ایک ریت کے ذرّے سے بڑا ہے کہکشان کے ثوابت وسیار کا مجموعہ سورج سے اُسکی بہ نسبت بہت زیادہ بڑا ہے اس کہکشان مین اربون ثوابت وسیار حدوث کے مختلف درجے طے کر رہے ہین بعض مجسم ہو چکے ہین بعض سحابی حالت مین ہین بعض مجسم ہوکر بگڑ چکے ہین جیسے فضا کی وسعت اور اُسکے ثوابت وسیار کی کثرت وکلانی حیرت انگیز ہے ویسا ہی موجودات کی خوردی بھی دلفریب وجد پیدا کرتی ہے سُوئی کی نوک پر پانی کا جتنا قطرہ اُٹھ آتا ہے اُس قطرہ مین اُتنے ہی چھوٹے چھوٹے جاندار کیڑے موجود ہوتے ہین جتنے کرۂ زمین پر

آدمی ہین یعنی سوا ارب کے قریب لارڈ کلون (Lord Kelvin) کے حساب سے ایک انچھ مین .... ۵ پچاس کرور سالمی ہوتے ہین اور حالکی تحقیقات سے ایک سالمہ مجموعہ ہے ہزارون واحدون کا باوجود عالم کی اس وسعت اور اوس مین اتنی بڑی بڑی اور اتنی چھوٹی چھوٹی مخلوقات موجود ہونے کے سب کا عدم سے وجود مین آنا اور وجود سے عدم مین جانا اور وجود بین العدمین کی منزلون کو طے کرنا حیرت انگیز ہے سب کے سب ایک ہی صراط مستقیم سے وجود مین آتے ہین اور جس راہ راست سے آتے ہین اوسی سے عدم مین چلے جاتے ہین - باوجود کثرت لاتعدو لاتحصی کے انکے موجود ہونے کا طریقہ ایک ہی نمو کا طریقہ ایک ہی فنا کا طریقہ ایک اور سب مین رابطہ ایک ہی کائنات عالم کی لاتعد کثرت اُنکی کلانی اُنکی خوردی مراحل وجود و عدم سے کرتے مین چند سادہ اصول کی پابندی اور باوجود اس نمایان کثرت اور اختلاف کے سب مین ایک رابطہ ہونا انسان کو نور ایمان سے وجد مین لاتا ہے اور فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کے بیساختہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے مطالعہ فطرت سے انسان پر وجود صانع کے عین الیقین ہونے کی جو حالت طاری ہوتی ہے وہ صرف وجدانی ہی نہین ہے بلکہ ایک حد تک برہانی بھی ہے - مین اس مختصر تحریر مین وجود صانع کا برہانی ہونا عرض کرتا ہون -

وجود صانع کے پتہ لگانے کے دو طریقے ہین - ایک علوم عقلیہ کا طریقہ ہے جسمین کائنات عالم کی علتون کا پتہ لگاتے لگاتے علت اولی اور غایۃ الغایات تک پہونچتے ہین اور وہان سے واجب الوجود بے ہمتا کے اذعان پر ٹھہر جاتے ہین -

دوسری فطرت انسانی سے پتہ لگاتے ہین بعجود آت عالم یعنی ثوابت و سیارو حیوانات و نباتات و معدنیات

واقعی ہین خیالی نہین جب علوم عقلیہ معلولات سے علتون کیطرف چلتے ہین اُسوقت تمام موجودات عالم کی انتہا۔ زمان۔ مکان۔ مادہ حرکت تک پہونچتی ہے یعنی یہ پتہ لگتا ہے کہ عالم ہین جو موجودات حدوث کے مختلف درجون مین موجود ہین وہ سب اُنھین چارون سے بنے ہین اُن چارون کے سوا کسی اور پانچوین چیز کو دخل نہین ہے لیکن جب علوم عقلیہ یہ پتہ لگانا چاہتے ہین کہ زمان۔ ومکان ومادہ وحرکت کہان سے آئی تب اُنکو مان لینا پڑتا ہے کہ وہ چارون کسی قوت کا اثر (Phenomenon) ہین۔ چونکہ یہ قوت باعتبار مظہر ہونے زمان ومکان ومادہ وحرکت کے مقید ہوتی ہے اور انسان کو مقید کا تعقل بے مطلق کے تسلیم کر لینے کے نہین ہوسکتا اس لیے اس قوت کو جو غایۃ الغایات ہے تمام مظاہر وآثار (Phenomenon) کا بجز اسکے کہ اثر (Phenomenon) ماننین عین (Neumenoh) واجب الوجود بے ہمتا کا اور کیا کر سکتے ہین۔ قوت تک جو غایۃ الغایات علل ہے پہونچنے کے بعد عین Neumenon اور اثر (Phenomenon) مین واسطہ نہین رہتا ادراک بشری کی حد غایۃ الغایات یعنی قوت تک ہے اور وہ قوت گویا عین ذات (Neumenon) ور انسان مین حائل ہے قوت کی ادہر اسکے آثار ہین جو انسان ادراک کر سکتا ہے قوت کے اُدہر عین ذات ہی جہان ادراک بشری کی رسائی نہین وہ قوت اور غایۃ الغایات انسان اور عین ذات واجب الوجود بے ہمتا کے درمیان حائل ہے۔

ما از برون در شدہ مشغوف صد فریب

تا خود درون پردہ چہ تقریر میکنند

خلاصہ یہ کہ علوم عقلیہ بتاتے ہین کہ تمام موجودات عالم معلول ہین ایک قوت کی جو

غایۃ الغایات اور علت اولی ہے لیکن وہ غایۃ الغایات بلا واسطہ موجودات عالم کے
علت ہونے کی وجہ سے متقید بالمعلولات اور مضاف الی العالم ہے اور چونکہ متقید
اور مضاف کا تصور اضافی ہے جو بے مطلق کے نہین ہو سکتا اس لیے گو عقل بشری
اُس مطلق کا احاطہ نکر سکے تاہم واجب الوجود مطلق کا اذعان کر لینا فطرت انسانی کا
لازمی نتیجہ ہے ۔

یہ طریقہ ہی موجودات عالم سے وجود صانع کے پتہ لگانے کا دوسرا طریقہ فطرت بشری
سے پتہ لگانے کا ہے اسکی تفصیل یہ ہے ۔ آدمی مین چند قوتین ودیعت ہین اور
اُنکے کام مقرر ہین جو کام جس قوت کا ہے وہی اُس سے ہوتا ہے دوسرا کام اُس قوت
سے نہین ہوتا ہے نہ دوسری قوت وہ کام کر سکتی ہے ۔ آنکھ کا کام دیکھنا ہے سُننا
اوسکے لیے محال ہے آنکھ سوائے دیکھنے کے اور کچھ نہین کر سکتی اور دیکھنا سوای آنکھ
کے اور کسی عضو سے نہین ہوتا کان کا کام سُننا ہے کان کوئی کام سوا سُننے کے نہین
کرتا اور سُننا سوا کان کے کسی اور عضو سے نہین ہوتا ۔ ذایقے کا کام چکھنا ہے سوائے
چکھنے کے اور کوئی کام وہ نہین کرتا نہ چکھنا سوا ذایقے کے کسی اور قوت سے ہو سکتا
ہے ادراک بشری کا کام آثار محسوسہ بالحواس کو نفس مدرکہ تک پہونچا دینے کا ہے اور
عقل کا کام مدرکات بشری پر حکم ثبوتی یا سلبی لگانے کا ہے جو قضایا حواس اور ادراک
اور عقل انسانی کی بابت بیان ہوے وہ بدیہی ہین محتاج ثبوت نہین اب دیکھنا
چاہیے کہ عدم محض کو کوئی شخص چھو سکتا ہے چکھ سکتا ہے یا سونگھ سکتا ہے یا سُن سکتا ہے یا دیکھ سکتا
ہے ۔ دنیا مین ابھی تک نہ کوئی ایسا آدمی ہوا ہے نہ آیندہ ہوگا جو کہے کہ عدم محض کو
مینے چکھا ہے یا سونگھا ہے یا دیکھا یا ادراک کیا ہے یا اُسپر حکم لگایا ہے جب عدم محض

محسوس بالحواس نہین ہو سکتا تو ادراک بشری مین اُس سے کوئی ایسا تغیر جو موجودات
کے چھونے یا چکھنے یا سونگھنے یا دیکھنے یا سُننے سے پیدا ہوتا ہے ہرگز پیدا نہین ہو سکتا اور
جب نفس انسانی مین کوئی تغیر عدم محض سے پیدا ہے نہین ہو سکتا تب آدمی کو عدم محض
کا علم ہی نہین ہو سکتا کہ وہ کیا ہے اور آدمی مین کیا تغیر پیدا کرتا ہے اور جب آدمی کو
عدم محض کا ادراک ہے نہین ہو سکتا تب آدمی اُسپر کوئی ثبوتی حکم ہے نہین لگا سکتا
نہ کہہ سکتا ہے کہ وہ سیاہ ہے یا سپید ہلکا ہے یا بھاری۔ خوشنما ہے یا بدنما متناہی ہے
یا غیر متناہی۔ صانع عالم نے فطرت انسانی کو جیسا بنایا ہے اُسکے لحاظ سے آدمی کو
عدم محض کا تصوّر اور ادراک کرنا اور اوسپر حکم لگانا محال ہے۔ حواس و ادراک اور
عقل بشری کی حد یہ ہے کہ وہ عدم محض سے متعلق ہی نہین ہو سکتی اصل یہ ہے کہ
عدم محض کا ادراک ہرگز نہین ہوتا۔ مگر عدم ادراک کو ادراک عدم کہنے لگے ہین
اور بولتے بولتے ایسے خوگر ہوگئے ہین کہ ادراک عدم محض کے محال ہونے کیطرف
توجہ ہی نہین ہوتی۔ ادراک انسانی کی یہی حد ہے جو کسیطرح کسی انسان کو ایسی
حالت تصوّر ہی نہین کرنے دیتے جس مین نہ موجودات عالم ہون نہ زمان نہ مکان
نہ مادہ نہ قوت نہ صانع عالم بلکہ عدم محض ہو اور اسکے بعد وجود عالم ہوا آدمی یہ تو
کر سکتا ہے کہ عقل کو تلاش ہی نکرے کہنے لگے کہ عالم ہمیشہ سے خودبخود ہے جیسا دہریون
کا عقیدہ ہے مگر یہ کبھی نہین کہہ سکتا کہ عدم محض وجود بنگیا کیونکہ عدم محض کا تصوّر
محال ہے اور اُسکا اپنے نقیض مین بدل جانا اور زیادہ محال۔ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ
عقل انسانی کو زمان۔ مکان و مادہ و قوت تک پتہ لگتا ہے اوسکے آگے کا علم عقل
انسانی کو نہین ہے جیسا لاادریہ کہتے ہین۔ یہ بھی کر سکتا ہے کہ موجودات عالم سے اُن

علتون کیطرف چلے جنسے موجودات عالم کا ظہور ہے۔ اور چلتے چلتے واجب الوجود ہی ہستا
تک جا کر ختم جاوے۔ اور نشر اور تجرید سے واجب کی تعداد گھٹاتے گھٹاتے واحد کردی
مگر جب واحد سے کم کرکے عدم محض کرنا چاہے تب ادراک بشری کی حد مقرر
ہونے کی وجہ سے نہ وہ عدم محض کا تصور کرسکتا ہے نہ اُسپر حکم لگا سکتا ہے نہ کوئی کبھی
قائل ہوا ہے کہ عدم محض علت العلل ہے عدم محض کا ادراک نہی نکرسکنا اسبات
کی وجہ ہے کہ آدمی تمام موجودات کو ممکن الوجود نہین کہہ سکتا ایک موجود کو کم سے کم
واجب الوجود کہتا ہے اور یہی معنی ہین اس قول کے کہ فطرتًا ہر انسان موحد ہے
اور نیز اس قول کے آدمی اپنے خالق کو نور ایمان سے جانتا ہے نہ استدلال و برہان
سے اور کیا عجب ہو کہ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام کے یہی معنی ہون۔ ادراک
بشری کی یہی حد ہے جو ذات مطلقہ واجب الوجود سے اُسکو متعلق نہین ہونے دیتی
انسان کو بے علاقہ خاص کے علم ہونا محال ہے اور واجب الوجود مطلق سے علاقہ
خاص ہو تو وہ مقید ہو جاوے مطلق نرہے ادراک انسانی کی یہی حد ہے جو سلسلہ
معلول و علت کو الی غیر النہایہ نہین لے جانے دیتی۔ ممکن ہے کہ مسلمانون کے
لیے الی ربک المنتہی اس حد کے بیان کرنیکا بہترین طریقہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ ادراک اور عقل بشری محدود ہین انسان کو یہ تصور
کرنا محال ہے کہ موجودات عالم کی ابتدا عدم محض سے ہوئی عدم محض سے ابتدا ہونا
محال ہوئی تب ایسے وجود سے ہو گی جو عدم محض نہین ہو سکتا یعنی ممکن الوجود
نہین ہے جو مسبوق بالعدم ہو بلکہ واجب الوجود ہے۔ اُس واجب الوجود کی بابت تین
عقیدے ہو سکتے ہین (۱) عالم خود واجب الوجود ہے اور دہریون کے عقیدے کا یہی

خلاصہ نکلتا ہے (۲) واجب الوجود ہوگا اگر عقل انسان اُسکی نسبت حکم نہین لگا سکتی اور یہی خلاصہ لاادریہ کے عقیدے کا ہے (۳) واجب الوجود ہی وہ واحد ہے اور بے ہمتا ہے اور یہی عقیدہ ہے موحدین کا تینون عقیدون کے موازنہ کرنے سے عقل سلیم اسی طرف جاتی ہے کہ توحید سب سے بہتر ہے کیونکہ تمام عالم کا باوجود لاانتہا کثرت کے چند سادہ اصول پر چلنا اور ایک ہی رابطہ سے وابستہ ہونا اتفاقاً ہونے کی نسبت کسی فاعل کے سبب سے ہونا زیادہ قرین قیاس ہے فعل کا بے فاعل کے ہونا عقل بشری مین نہین آتا چونکہ اس عقیدے کے تعیین مین متعارف عقل بشری مستقل نہین ہے اسی لیے نور ایمان اور ہادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

نیا کھانا کتنا ہی صالح الغذا ہو مزے کا نہین معلوم ہوتا ہے۔ نئی خوشبو خواہ مخواہ ناپسند ہوتی ہے۔ عادت نے جس شکل کو حسین بتایا ہے اُسکے خلاف صورت حسین نہین معلوم ہوتی ہے ایسا ہی عجب نہین کہ جو طریقے صانع عالم کے ثبوت کی تقریر سابقہ مین بیان ہوئی ہین موحدین کو پسند نہ آوین لیکن بار بار اُنپر غور ہو اور طبیعت اُنسی مانوس ہو جاوے تو یقین ہے کہ وہ ضرور پسند آوینگی۔
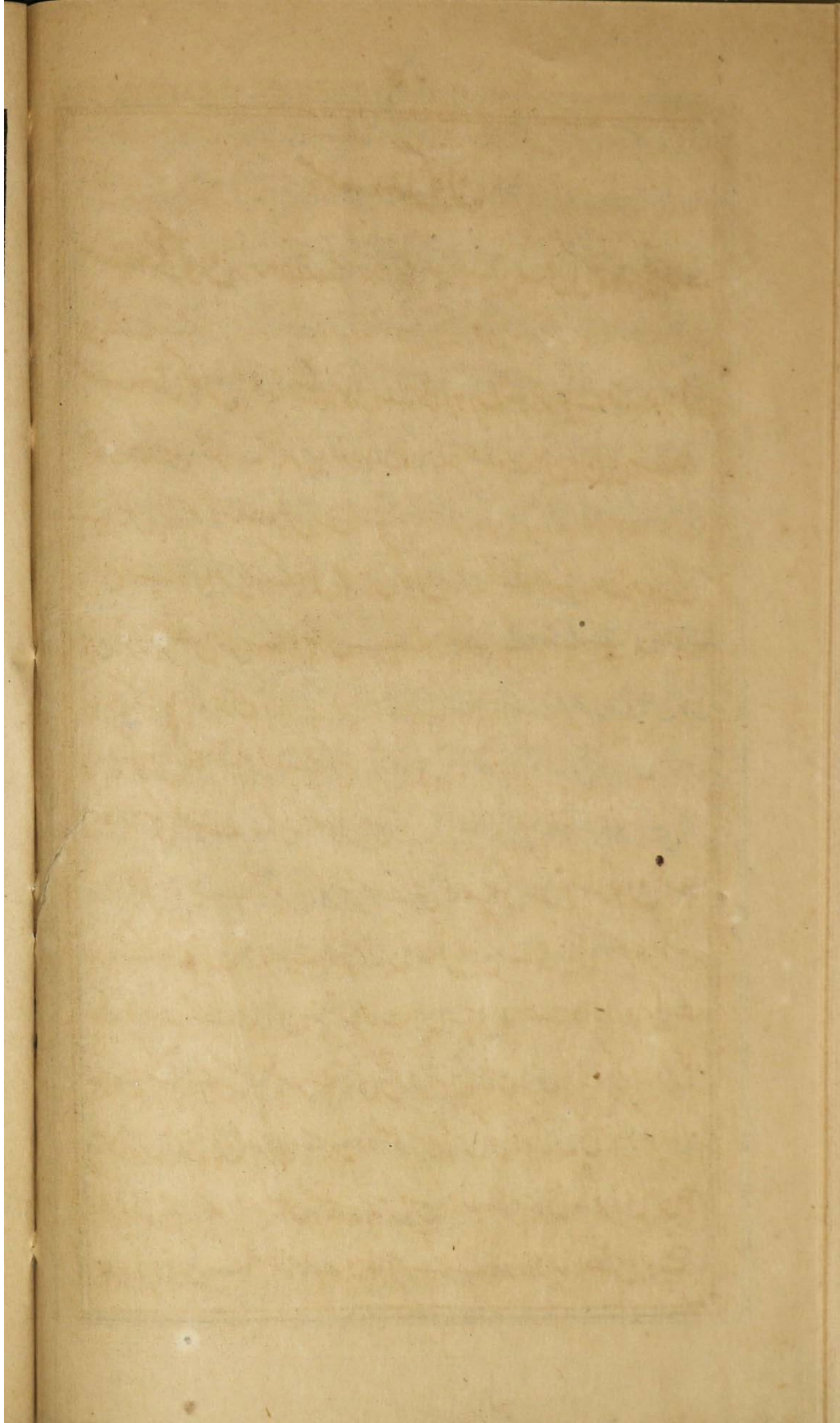
مسئلہ کون

مسئلہ کون (Evolution) اُنیسوین صدی کی عمدہ ترین تحقیقات
مین سے ہے۔

مسئلہ کون اور اُسکے اصول نے علماء یورپ ورامریکا کے عقاید اور معلومات
معمولات مین انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اور نظر حقیقت بین مین وہی سنت اللہ
ہے جس پر تمام کائنات چل رہی ہے۔

یورپ ورامریکا کے اہل علم مین **کون** اور اُسکے اصول عرف عام ہو گئے
ہین اور ہر شخص اون سے مانوس ہے ایک دوست کے فرمانے سے مین اُردو مین
بیان کرنا چاہتا ہون۔

(۱) **کون** کا مفہوم کیا ہے۔

(۲) اُسکی فعلیت کے کیا اصول ہین۔

مجھکو اندیشہ ہے کہ میری کوشش بہت ہی قاصر ہوگی۔ اول تو مسئلہ **کون** فلسفہ
جدیدہ کے عام ترین اور اسلیے وسیع ترین مسائل مین سے ہے۔ باقی تمام علوم عقلیہ
کے کلیات اُسکے مبادی و نیز تشریحات ہین۔ اسکی وسعت کا اندازہ اس بات
سے ہوسکتا ہے کہ حکیم اسپنسر نے اُسکی تنقیح و تشریح مین اپنی عمر بسر کی اور دس مجلد
مین جس مین پانچ ہزار سے زیادہ صفحہ ہین اُس کو اور اُس کی مثالونکو زبان
انگریزی مین لکھا اور کہین چھتیس برس مین کتاب تمام ہوئی۔ انگریزی مین علوم
جدیدہ و قدیمہ کے اصطلاحات و مفاہیم کے لیے الفاظ و عبارات وضع ہو چکے ہین

اور اہل علم اُن لفظون اور عبارتون سے خوب مانوس ہین جن کا ایک ایک
لفظ اور ایک ایک فقرہ کان تک پھونچتے ہی صدیون کی تحقیقات کو جنکے
بیان کے لیے ہیون صفحے درکار ہون چشم بصیرت کے سامنے روشن
کردیتا ہے۔ ایسے عظیم الشان مسئلہ کے بیان کے لیے چند صفحے میرے
اختیار مین ہین اور وہ بھی اردو مین جو ابھی تک علوم کی اصطلاحون اور
مفہومون کے ادا کے لیے مستعد نہین۔ مجھکو ناگزیر ایسے لفظ اور فقرے
وضع کرنے پڑے ہین جن سے کان آشنا نہین اور جو ابھی تک اپنی
التزامی دلالت سے بجز ظلمات بعضہا فوق بعض کے اور کچھ نہین
دکھا سکتے ہین۔ روشنی کی موجون کو بجائے اثیر (ether) کے
میلے گدلے پانی کے واسطے سے ناظرین تک پھونچانا چاہتا ہون۔ مجھکو
اندیشہ ہے کہ میری تحریر عام فہم نہ ہوگی مگر فرمائش کی بجاآوری سے مجبور
ہون۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔

العالم متغیر

کائنات کی کچھ نہ کچھ چیزون کا تجربہ ہر شخص کو ہوتا ہے۔ بعینہ وہ سمان ہے
کہ تماشائی بازار مین کہین بیٹھ جائے اور اپنی آنکھون سے سیکڑون آدمیون
اور چیزون کو ایک جانب سے دوسری جانب جاتے دیکھ لے۔ عالم مین
بھی گویا ایک طرف سے چیزین معرض وجود مین آتی ہین اور دوسری طرف
پر وہ عدم مین چلی جاتی ہین۔ گنگا ہر دیکھنے والے کو ایک سمت سے

دوسری سمت بہتی نظر آئے گی۔ اگر وہ تلاش کرے کہ اتنی بڑی ندی کہانسے
آئی اور کہان جاتی ہے تو اُس کو پتہ لگے گا کہ گنگا ہمالیہ پہاڑ سے نکل کر
ہند کے خاص حصون مین گزرتی ہوئی سمندر کے ایک حصہ مین جسکا نام
خلیج بنگال ہے مل جاتی ہے۔ ہمالیہ تک پہونچکر اُسکو حیرت ہوگی کہ پتھرون
سے پانی کیون نکلتا ہے۔ اس تلاش مین اگر وہ اُس راہ سے جس سے
پانی آرہا ہے اوپر چڑھنا شروع کرے تو وہ ہمالیہ کی چوٹیون پر پہونچکر دیکھیگا
کہ برف کی چٹانین جمی ہوئی ہین جو گرمی سے گھُل گھُل کر پانی ہوتی ہین۔
اور زمین کی کشش سے دامن ہمالیہ کی طرف بہتی ہین اور اسی گداختہ برف
کا معتد بہ حصہ گنگوتری سے آگے چل کر گنگا کہلاتا ہے۔ اگر خدا نے اُس کو
عقل جو یا دی ہو تو اُسکو یہ تلاش ہوگی کہ ہمالیہ کی اتنی اونچی چوٹیون پر جو سمندر
کی سطح سے تین میل کے قریب بلند ہین۔ برف کی چٹانین کیسے پہونچین۔
ڈھونڈتے ڈھوتے اُسکو پتہ لگے گا کہ کرۂ ہوا مین سے جاڑون مین برف
کے گالے گرا کرتے ہین اور وہی جم کر چٹانون کی صورت قبول کرلیتے ہین
اور بلندی کے سبب سے وہان تک زمین سے اتنی گرمی منعکس نہین ہوتی
کہ پگھلا کر اُنکو غائب کردے۔ یہ تلاش بھی ضرور ہوگی کہ کرۂ ہوا مین پانی کے
اتنے بہت سے ذرے کہان سے آئے جن سے لاکھون من برف ہمالیہ
کی چوٹیون پر جم گئی۔ تلاش سے ظاہر ہوگا کہ سمندر کا پانی سورج کی گرمی سے
بخار ہو کر ہوا مین اونچا ہو جاتا ہے۔ اور اُسی بخار کے ذرے سردی سے
برف بن کر ہمالیہ کی چوٹیون پر اکٹھا ہوتے ہین۔ یہ پانچ ذرے کا سمندر کی

صورت مین بھرا ہونا سورج کی گرمی سے بخار بن کر ہوا مین اُڑنا - پھر گرمی کی کمی سے روئی کے گالون کی سی صورت بنا کر ہمالیہ کی چوٹیون پر گرنا - اور سردی کی شدت سے چٹانون کی صورت مین اکٹھا ہونا - گرمی کے بڑھنے سے اور کشش زمین کی وجہ سے دامن ہمالیہ کی سمت بہنا - اور گنگا ہو کر ایک ہزار پانسو ستر میل کی راہ طے کر کے سمندر مین جا ملنا - گنگا کے عدم سے وجود مین آنے اور وجود سے عدم مین جانے کی دلربا اور حیرت افزا تاریخ ہے اعجاز عیسوی اور سحر سامری مین اور اس مظہر قدرت مین زمین اور آسمان کا فرق ہے - ہان دیکھتے دیکھتے عقول متعارفہ کو حیرت باقی نہین رہی بلکہ نوبت یہ پہونچتی ہے کہ مظہر قدرت کو قانون فطرت اور اعجاز کو خرق عادت کہنے لگے ہین -

سلسلہ علت و معلول کے عام لفظون مین اگر دریاے گنگ کے وجود و عدم کی تاریخ کو بیان کرین تو سلسلہ ہے بہت سے تغیرات کا جو سب کے سب پانی کے ذرون پر گرمی یعنی حرکت کی ایک قسم کی کثرت اور قلت سے طاری ہوتی ہین - اور جو نشیب و فرازدہ ذرے دیکھتے ہین - جذب یا کشش زمین کی وجہ سے دیکھتے ہین - واضح رہے کہ عدم سے مراد عدم محض نہین بلکہ عدم متعارف مراد ہے - جس مین فرد کائن بالفعل موجود نہین ہوتا - مگر وہ مادہ اور قوت جس سے فرد کائن بالفعل مرکب ہوگا - بالقوۃ موجود ہوتے ہین اور اس معنی مین عدم ہم معنی وجود بالقوہ کا ہے -

پانی بسیط نہین ہے - مرکب ہے - آکسیجن و ہیڈروجن دو ہواؤن سے

ملکر بناہے اگر نشتر کیمیائی (Analysis) سے دنیا کے تمام پانی کو پھاڑین تو آکسیجن اور ہیڈروجن دو ہوائین پیدا ہونگی اور پانی اور اُسکی سیال صورت باقی نہ رہیگی - پھر اگر نفث کیمیائی (Synthesis) سے جدا شدہ آکسیجن اور ہیڈروجن کو ملا دین تو جتنا پانی پھاڑا تھا اوتنا ہی پھر پیدا ہوگا - اور آکسیجن اور ہیڈروجن اپنی ہوائی صورت کو چھوڑ کر پانی کی سیال شکل مین نمودار ہون گی - یہ حکایت ہے پانی کے عدم سے وجود مین آنے اور وجود سے عدم مین چلے جانے کی اور تمام حکایات مجموعہ ہے چند تغیرات کا جن مین سے ہر ایک نتیجہ ہے سالمات آکسیجن و ہیڈروجن کے انضمام اور انتشار کا کثرت وقلت حرکت سے جو اُن مین موجود ہوتی ہے اور جس کی مقدار مختلف حالتون مین مختلف ہوتی ہے - بڑ کے درخت کے وجود و عدم کی تاریخ پر اگر نظر ڈالین تو عیان ہوگا کہ رائی سے بھی چھوٹا بیج زمین مین گرتا ہے اور چند دنون مین چھوٹے سے نازک پودے کی صورت مین زمین پر نمودار ہوتا ہے اور اپنی گرد کی زمین اور پانی اور ہوا سے غذا غذا کھا کر تیس چالیس سال مین خوب بالیدہ درخت ہو جاتا ہے اور اپنے سے ہزارہا درخت جابجا پیدا کر دیتا ہے - ایک مدت کے بعد اُسکی شاخین اور تنہ اور جڑین سال خوردہ ہو کر بوسیدہ ہونا شروع ہو جاتی ہین اور جو غذائین اُسنے زمین اور پانی اور ہوا سے لی تھین وہ رفتہ رفتہ جہان سے آئی تھین وہین واپس چلی جاتی ہین اور بڑ نیست و نابود ہو جاتا ہے - بڑ کے عدم سے وجود مین آنے اور وجود سے عدم کو جانے مین جو تغیرات ہوتے ہین

وہ سب مادہ کے سالمات پر اُن حرکتون کی وجہ سے ہوتے ہین جو ذرات مرکب
من السالمات مین ہوتے ہین۔ کبھی سالمات مادہ کی تعداد بڑھ مین زیادہ ہوجاتی
ہے۔ اور حرکت منطویہ فی السالمات کی مقدار کم ہوجاتی ہے اور کبھی سالمات
کا شمار گھٹ جاتا ہے اور حرکت خارجہ عن السالمات کی مقدار بڑھ جاتی ہی۔
ہاتھی۔ گھوڑا۔ بیل وغیرہ جانورون کے عدم سے وجود مین آنے اور وجود
سے عدم مین جانے کی وہی شاہ راہ ہے جو اور مخلوقات کی ہے۔ وہ بھی
مجموعہ ہے چند تغیرات کا جو مادے کے سالمات پر اُن حرکتون سے جو
سالمات کے ذرون مین موجود ہے۔ پیدا ہوتی ہین۔ وقت معین تک
سالمات بڑھتی جاتی ہے اور حرکات منطویہ کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔
بعد مین سالمات کم ہونا شروع ہوتے ہین اور حرکت بڑھنے لگتی ہے اور
رفتہ رفتہ سب سالمے جہان جہان سے آکر جانور کی شکل مین متشکل ہوگئے تھے
اپنے اپنے مقام پر چلے جاتے ہین اور پیدا شدہ جانور کا نام و نشان بھی
نہین رہتا۔

انسان کے وجود و عدم کی تاریخ بھی یہی ہے۔ پورا جوان ہونے کے وقت
سالمات کی تعداد سب سنون سے زیادہ اور حرکات منطویہ کی مقدار سب
سنون سے کم ہوتی ہے اور فنا کے وقت تمام سالمات منتشر ہوکر اپنے اپنے
حیزون مین چلے جاتے ہین۔

قومون پر بھی عدم سے وجود مین آنے اور وجود سے عدم کو جانے مین یہی
تغیرات گزرتے ہین۔ چند مرد و زن ملکر خاندان بناتے ہین اور چند خاندان

قبیلے اور چند قبیلے قوم - ہر آیندہ حالت مین گزشتہ حالت سے انضمام افراد زیادہ ہوتا ہے اور حرکت کم اور جب قومین زوال ور فنا کی طرف چلتی ہین تو افراد گھٹنے لگتے ہین - اور حرکت اُن مین زیادہ ہونے لگتی ہے - وجود مین العدمین کے سفر کو جن منزلون سے مخلوقات الٰہی طے کرتے ہین مصنوعات بشری بھی اُنھین منزلون سے گزرتے ہین - علوم و فنون والسنہ و دیگر مصنوعات بشری اسی راہ کے چلنے والے ہین -

یہ چند مثالین ہین "العالم متغیر" کی - کائنات مین اربون تغیر سدا سے ہوتے رہے ہین اور سدا ہوتے رہین گے - کوئی مخلوق یا مصنوع کبھی ان تغیرات سے خالی نہین - مجموعہ کائنات عالم جیسا آج صبح کو تھا ویسا شام کو نہ رہے گا - کہکشان جو ذخیرہ ہے بے حد ثوابت و سیارکا جیسا ایک دن صبح کو ہوتا ہے ویسا اُسی دن دوپہر کو نہین رہ سکتا - سورج جیسا دس بجے ایک دن کو ہوتا ہے ویسا اُسی دن بارہ بجے نہین رہتا - زمین جیسی چار بجے شام کو ایک دن ہوتی ہے ویسی اُسی دن شام کے پانچ بجے نہین ہوتی - بیج مین زمین کے گرنے سے درخت کے پیدا ہو کر فنا ہو جانے تک ہر لحظہ وہر آن تغیر ہوتا ہے ایسا ہی نطفہ مین وقت انعقاد سے وقت موت تک تبدیلیان ہوتی رہتی ہین - عالم مین تغیر ہی تغیر ہے - جہان کہین سکون نظر آتا ہے وہ محض اعتباری ہے - تغیر کی یہ افراد لاتقف عند حد کے معنے مین یقیناً غیر متناہی ہین - اگر ان سب کو نوعون مین تقسیم کرنا چاہین تو باعتبار قدر مشترک جتنی نوعین پسند ہون بن سکتی ہین - مگر غور طلب یہ بات ہے کہ آیا لفظ تغیر کسی ایسے فعل واحد

موجود فی الخارج پر دلالت کرتا ہے جو جنس الاجناس ہوا ون ایہون تغیرون
کی جو دن رات کائنات عالم مین ہوا کرتے ہین یا یون ہے کہ آیا کوئی ایسا
قضیہ تغیرات عالم کی تعبیر کے لیے بن سکتا ہے جو کلیۃ الکلیات ہو اور
کوئی تغیر ایسا نہ ہو جو اُس کلیہ کبری کی فرد نہ ہو۔ حکیم اسپنسر نے اپنی کتاب
system of synthetic philosophy مین اس کلیہ کبری کو بہت
بسط سے بیان فرمایا ہے۔ اُس کے اصول کو منضبط کیا ہے۔ طبیعات۔ علم
حیات۔ علم النفس۔ علم القوم۔ علم الاخلاق مین کلیہ کبریٰ کو لگایا ہے اور اُسکا
نام Evolution and Dissolution رکھا ہے مین نے اپنے ”المقدمہ“
مین اُس کا ترجمہ کون و فساد کیا ہے۔ اُردو مین اب مسئلہ کون کو مسئلہ ارتقا بھی
کہتے ہین۔ مین کون و فساد کو اور اُردو ترجمون پر ترجیح دیتا ہون کیونکہ یہ جملہ
صدیون سے رائج ہے۔ تشبیہاً کہہ سکتے ہین کہ کون و فساد دونون ملکر ایک
دور یا مدار ہین۔ نقطہ حضیض غایت انتشار سالمات مادہ اور غایت سرعت
حرکت سالمات کا مرتبہ ہے اور نقطہ اوج غایت انضمام سالمات مادہ اور
غایت بطوء حرکت سالمات کا درجہ ہے۔ قوس صعودی مین اُن سالمات مین
جن سے کوئی مخلوق بنے گا انضمام (Integration) بڑھتا جاتا ہے
اور جتنی حرکت اُن مین ہوتی ہے وہ کم ہوتی جاتی ہے اور قوس نزولی مین
حالت برعکس ہو جاتی ہے۔ سالمات مادہ مین انتشار بڑھتا ہے اور حرکت
مین سرعت۔ مسئلہ کون و فساد کے اچھی طرح سے سمجھ مین آنے کے لیے چند تمہیدی
فصلین ناگزیر ہین۔ اُن کو ذیل مین درج کرتا ہون۔

فصل۔ کون وفساد کے اصول موضوعہ کے بیان مین

ہر علم مین چند اصول اولیہ ہوتے ہین جن پر اُس علم کے قضایا موقوف ہوتے ہین۔ اُن اصول کو اُس علم مین مان لیتے ہین۔ اُن کے ثبوت اور عدم ثبوت سے بحث نہین ہوتی۔ مثلاً اقلیدس مین چند اصول موضوعہ ہین۔ اگر اصول موضوعہ مین بحث شروع کرین تو اقلیدس کی شکلین ثابت کرنا محال ہوجائے۔ کون وفساد کے لیے بھی چند اصول موضوعہ ہین۔ اور حکیم اسپنسر کی رائے کے موافق حسب ذیل ہین۔

(۱) ایک واجب الوجود بے ہمتا جو عقل بشری مین نہین آسکتا۔ جو منطقی دلیلون سے ثابت نہین ہوسکتا جس کے ہونیکا اذعان فطرتاً[1] پر موقوف ہے اور جس کے اذعان سے گریز نہین۔

(۲) کائنات عالم مظاہر وآثار (henomena) ہین اُسی واجب الوجود بے ہمتا کے۔ نہین انداد و اضداد موجود ہین جو عقل انسانی مین آتے ہین۔

(۳) مظاہر وآثار قابل لادراک بوجہ الجنس میل الی الجنس ممتاز ہوکر ذات (Phenomena) اور سوی الذات (eot) مین منقسم ہوجاتے ہین۔ ذات سے

---

[1] ایک شخص نے بہت خوب کہا ہے کہ اگر کسی شخص مین فطرتاً موحد ہونے کی قابلیت بلاواسطہ نہ ہو تو بواسطہ ہدایت یا دلیل اُس کو موحد کرنا محال ہے۔ ممکن ہے کہ یومنون بالغیب اسی کی طرف اشارہ ہو۔

مراد نفس مدرکہ ہے جو حیات کے ساتھ پایا جاتا ہے اور جو انسان مین تمام
حیوانون کی بہ نسبت اعلیٰ ترین درجہ پر ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مین ارادہ
ادراک۔ حافظہ۔ تمیزہ۔ غصہ۔ رغبت۔ نفرت وغیرہ قوتین موجود ہین۔ یہی
وہ چیز ہے جسکی وجہ سے ہر انسان اپنے آپ کو "خود" (ego) جانتا ہے۔
اور جس کی وجہ سے "خود" کو سائر کائنات سے جدا جانتا ہے۔ نفس مدرکہ
ہی پر زیست علم و عمل و ارادہ وغیرہ خصائص موقوف ہین مگر اسی کے ساتھ
یہ جاننا ممکن نہین کہ وہ کیا چیز ہے۔ علم تو اُس کیفیت کا نام ہے جو پیدا ہوتی ہی
علاقہ خاص سے مابین نفس مدرکہ اور معلوم خاص کے اور تنہا نفس مدرکہ
کی حقیقت کا جاننا اسلئے ممکن نہین۔

سوئے الذات سے مراد عالم کے باقی کائنات موجود فی الخارج ہین مانند نجوم
سورج۔ چاند۔ زمین۔ سمندر۔ پہاڑ۔ معدنیات۔ حیوانات۔ نباتات وغیرہ
کے۔ جن کی انتہا زمان۔ مکان۔ مادہ۔ حرکت۔ قوت پر ہوئی ہے۔ انتہا
ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب حیوانات۔ نباتات۔ معدنیات وغیرہ مرکبات
مادی کے علل حدوث دریافت کرنا شروع کرین اور معلولات سے علل کیطرف
چلین تو انتہا مین۔ زمان۔ مکان۔ مادہ۔ حرکت۔ قوت تک حدوث کی
علتون کا پتہ لگتا ہے وہان پہونچکر اگر زمان کی علت دریافت کرنا چاہین تو عقل
بشری مین زمان کے اُس طرف جانے کی قدرت نہین ہوتی۔ ایسا ہی اگر
مکان کی علت کو جاننا چاہین تو اُسکا علم عقل بشری کو نہین ہو سکتا۔ نہ مادہ
کی علت کا علم ہو سکتا ہے نہ حرکت و قوت کی علت کا۔

زمان مین ایسی توالی (Succession) ہے جس کا اعادہ نہین ہوتا۔ جو جزو اُس کا گزر چکتا ہے وہ پھر مدرک نہین ہوتا۔ گویا ایک لمبا سوت ہے جو جتنا کُھلتا جاتا ہے اُتنا ہی جلتا جاتا ہے۔ اُس کی حقیقت فوق الادراک ہے۔ بعض کہتے ہین وہ موجود خارجی (Objective reality) ہے سوا اسکے کہ اُسکو قوت کا اثر مانین اور کچھ کہنے کی گنجائش نہین۔

کوئی ایسی حالت نہین ہو سکتی کہ آدمی کو ادراک ہو اور اُسی کے ساتھ زمان کا ادراک نہ ہو۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ زمان اُن مسلمات مین سے ہے جن پر ادراک موقوف ہے۔ اسلیئے زمان کو دوام ہونا ناگزیر ہے۔ مکان مین ایسا اتصال (Co-existence) ہے جس مین ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ کیطرف عود ممکن ہے اور جس کے اجزا جن کا ادراک زمان گزشتہ مین ہوا ہو مانند اجزاء زمان ماضی فانی نہین ہو جاتے زمان کے مانند مکان کی بابت یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ وہ سوے الذات مین سے ہے۔ یا ذات مین سے۔ آتنا ماننے سے چارہ نہین کہ وہ قوت کا مظہر ہے۔ زمان مانند مکان کے اُن مسلمات مین سے ہے۔ جن پر ادراک موقوف ہے اور یہی وجہ ہے کہ نفس مدرکہ اُسکو دائم جانتا ہے۔ مادہ کی انتہا بھی نقاط متعاصرہ تک پھونچتی ہے جو مزاحمت کرتے ہین اور اسی مزاحمت کی وجہ سے وہ نقاط متعاصرہ مکان سے ممتاز ہین۔ اس مزاحمت کو بھی قوت کا اثر ماننا پڑتا ہے۔ مکان مین صرف امتداد (Extension) ہے۔ یعنی ابعاد ثلاثہ اور مادہ مین امتداد بھی ہے اور مزاحمت (Resistance) بھی مکان اور مادہ امتداد مین مشارک

ہین اور مادہ سے مکان سے مزاحمت ہین ممتاز ہے۔ لفظ مادہ گویا بمعنی ممتدہ کے مستعمل ہوا ہے اور بجائے مادہ بمعنی ممتدہ اگر سادہ بمعنی مزاحمہ (مزاحمت کرنے والا) کہین تو زیادہ اچھا ہو۔ اسی امتداد مکانی کو مقلدین حکماد یونان نے جسم تعلمی کہہ کر بہت سی پیچیدگیان پیدا کر دی ہین۔ مادہ اس زمانہ مین ستر عنصرون مین منقسم ہے اور ہر عنصر بہت ہی چھوٹے چھوٹے سالمات سے بنا ہے۔ عناصر کی متعارف تقسیم دھات اور غیر دھات مین ہے۔ عناصر کی ایک اور تقسیم بھی ہے جس مین وہ باعتبار مقدار مادہ اپنے سالمات کے منقسم ہوتے ہین۔ وہ آٹھ جماعتون مین تقسیم کیے جاتے ہین جس مین سے ہر جماعت مین بارہ عنصر ہوتے ہین۔ اور جماعت اول کے پہلے دوسرے تیسرے چوتھے پانچوین وغیرہ عنصر کو دوسری جماعت کے پہلے دوسرے تیسرے چوتھے پانچوین وغیرہ عنصر سے مناسبت خاص ہے۔ چونکہ ابھی تعداد کل عناصر کی صرف ستر ہے اس لیے گویا چھبیس دریافت ہونے کو باقی ہین۔ ان جماعتون مین سے ہر ایک کے بارہ ابھی تک دریافت نہین ہوئے مگر استدلال تمثیلی (Analogy) سے غیر دریافت شدہ کا سالمی وزن۔ تخمن۔ مقدار حرارت جو اُسکے گداختہ کرنے کو درکار ہو گی۔ اُسکے مرکبات کی ماہیت ان سب باتون کی بابت پیشین گوئی ہو سکتی ہے۔ اور بہت معقول ثبوت اس تقسیم کے بجا ہونے کا یہ ہے کہ بعض عناصر کی بابت پیشین گوئی کی گئی۔ اور جب وہ عنصر ملا تو بجنسہ پیشین گوئی کے مطابق یا اُسکے بہت قریب تھا۔ زمانہ حال مین حاذقین طبیعات و کیمیا کی یہ رائے ہی

اگر سالمات مادہ اصل مین غیر متناہی چھوٹے چھوٹے احاد قوت ہین جن مین مطلق
جسمیت ور وزن نہین ہے۔ اُن کا وجود صرف اُنکے اثرون سے مستنبط ہوتا ہے
گویا ابتدائی مادہ اثیری مین جو تمام مکان کو بھرے ہوئے ہے غیر متناہی چھوٹی
چھوٹی ہلوزین یا پھٹکیان پڑگئین ہین - اور جب کوئی بڑی سی جماعت ان غیر
متناہی احاد قوت کی خاص صورتون مین فراہم ہو جاتی ہے تو اس بڑی
جماعت کا نام عنصر خاص رکھ دیا جاتا ہے اور ان بری جماعتون کے خاص
خاص صورتون مین فراہم ہو جانے سے خاص خاص عنصر پیدا ہوگئے ہین -
کوئی پیدا کرنے والی قوت جو علم انسانی مین نہین آسکتی ایک جماعت عناصر
کو ایک شکل خاص مین ترتیب دے دیتی ہے اور وہی پیدا کرنے والی
قوت دوسری جماعت کو دوسری شکل مین ترتیب دیتی ہے جو پہلی جماعت
سے مناسبت تو رکھتی ہے مگر خواص اور سالمی مقدار مین جدا ہوتی ہے
اب ایسا خیال ہے کہ ہیلیم (Helium) سب سے پہلا عنصر تھا جو پیدا
کرنے والی قوت نے اثیر سے پیدا کیا -
کہہ سکتے ہین کہ ان احاد قوت مین جو خواص مثل جذب و کیمیائی ارتباط
(Chemical affinity) وغیرہ موجود ہین وہ بھی اُسی پیدا
کرنے والی قوت کا اثر ہین -
حرکت کا تعقل کرنا چاہین تو زمان اور مکان اور مادہ کے تعقل کر لینے
کے بعد اسکا تعقل ممکن ہے - اُسکی حقیقت معلوم نہین - صرف یہ مان لیتے
ہین کہ وہ بھی قوت کا مظہر ہے - زمان و مکان و مادہ و حرکت و قوت کا

مظہر مان لینے کے بعد اس غایۃ الغایات کو بجز اسکے کہ واجب الوجود
بے ہمتا کا مظہر مانین اور کیا کر سکتے ہین قوت تک جو غایت الغایات
ہے پہونچنے کے بعد عین (Noumenon) اور اثر
(Phenomenon) مین کوئی واسطہ نہین رہتا۔ ادراک بشر
کی غایۃ الغایات اثر تک ہے اور وہ اثر انسان اور عین مین گویا حایل ہی۔

ما از برون در شدہ مشغوف صد فریب   تا خود درون پردہ چہ تقریر می کنند

بالجملہ جب تک انسان ان چار اصول یعنی۔

(۱) علۃ اولی غیر قابل ادراک۔

(۲) علۃ اولی کی معلولات قابل لادراک جنکو ہم مظاہر و آثار کہتے ہین۔

(۳) مظاہر و آثار کے تماثل و رتبائن۔

(۴) مظاہر و آثار مین انداد و اضداد کے ذات اور سوی الذات ہونے۔

کو تسلیم نہ کرے اُسوقت تک ادراک کا ہونا ممکن نہین۔

علاوہ اُن اصول موضوعہ کے جن کا ذکر ہوا حد ادراک بشری بھی قابل
غور ہے۔ آنکھ کا کام صرف دیکھنے کا ہے۔ سننا اُس کے لیے محال ہے۔
آدمی کان سے آوازین سنتا ہے۔ کسی چیز کا کان سے دیکھنا یا چکھنا محال ہے
اور محض عدم کو کان نہین سن سکتا۔ زبان فقط چکھ سکتی ہے لیکن نہ سن سکتی ہی
نہ دیکھ سکتی ہے اور عدم محض کا چکھنا ممکن نہین۔ لامسہ سے چھونا
ممکن ہے۔ سوا چھونے کے اور کوئی مانند چکھنے یا سننے یا دیکھنے کے ممکن نہین
عدم محض کو لامسہ چھو نہین سکتا۔ جس حاسہ کا جو کام ہے فقط وہی کام وہ حاسہ کرتا ہی

دوسرا کام نہین کرسکتا۔ اور عدم محض سے کوئی حاسہ کوئی علاقہ پیدا نہین کرسکتا نہ عدم محض کا احساس کرسکتا ہے۔ شاید دنیا مین کوئی بھی ایسا شخص نہ پیدا ہوا ہوگا نہ آیندہ ہوگا جو یہ کہے کہ عدم محض کو مین چھو سکتا ہون یا دیکھ سکتا ہون جیسا کہ حواس خارجیہ کے محسوسات کی حد ہے اور وہ صرف اپنا اپنا کام کرسکتے ہین اور دوسرا کام نہین کرسکتے۔ ایسا ہی آیا ادراک انسانی کی کوئی حد ہے یا نہین۔ اور اگر ہے۔ تو یہ غالبًا ہر شخص کے نزدیک بالکل بدیہی ہوگی کہ ادراک انسانی کی قوت محدود ہے۔ اور وہ قادر مطلق فی الادراک نہین ہے۔ صرف یہ بات دیکھنا ہے کہ اگر ادراک انسانی کی قوت محدود ہے تو اُس کی حد معین کیا ہے۔ حد اول تو یہ ہے کہ عدم محض کو ادراک انسانی ادراک نہین کرسکتا۔ کوئی صاحب اگر سوچ سکتے ہون کہ عدم محض سے ادراک انسانی کو کیسے تعلق ہوتا ہے تو مہربانی فرماکر بتاوین۔ ایک قضیہ کو زبان سے کہدینا اور بات ہے اور یہ دیکھنا کہ کس واقعہ خاص کو وہ قضیہ تعبیر کرتا ہے دوسری بات۔ کیسے کوئی بتا سکتا ہے کہ نفس مدرکہ کی ادراک محض عدم کے وقت کیا حالت ہوتی ہے۔ اور اُس حالت مین شے مدرک کیا ہے۔ لفظون اور عبارتون سے گزرکر اُن واقعات کی جانب نظر ہو جن کی تعبیر کے لیے لفظ اور عبارت موضوع ہین تو عیان ہو جائے گا کہ عدم محض کسی امر ثبوتی کا نہ موضوع ہوسکتا ہے نہ محمول۔ اصل یہ ہے کہ عدم ادراک کو ادراک عدم کہنے لگے اور سنتے سنتے ایسے خوگرفتہ ہوگئے کہ ادراک عدم محض کے محال ہونے کی طرف نفس کو التفات نہین ہوتا۔ ادراک انسانی کی یہی حد ہے جو کسیطرح سے

انسان کو ایسا تصور یا تعقل نہین ہونے دیتی - جس مین نہ عالم ہو نہ موجد عالم بلکہ
عدم محض ہو - جب ادراک انسانی موجودات جزئیہ حادثہ سے اُن کی علتون کی
طرف چلتا ہے تو محال ہونے کی وجہ سے عدم محض کو وہ ادراک ہی نہین
کر سکتا - ایک واجب لوجود تک جا کر رُک جاتا ہے - نشر اور تجرید زبسلسلہ
abstraction کی قوت سے یہ بات تو اُسکے لیے ممکن ہوتی ہی کہ وہ
واجب لوجود کی تعداد گھٹاتے گھٹاتے واحد کر دے مگر جب واحد سے کم
کر کے عدم محض کرنا چاہتا ہے تو ادراک کی قدرتی حد کی وجہ سے عدم محض
تک جانا اور عدم محض کا تصور کرنا اور اُس عدم محض کو موجود مطلق یا مقید کا صنع
کرنا محال ہو جاتا ہے - یہی وجہ اس بات کی ہے کہ آدمی کم سے کم ایک موجود
کو واجب لوجود کہتا ہے - اور یہی معنی ہین اس قول کے کہ فطرتاً ہر انسان موحد
ہے اور نیز اس قول کے کہ انسان خالق کو نور ایمان سے جانتا ہی نہ استدلال
و برہان سے - اور ممکن ہے کہ کل مولود یولد علی الفطرة کے معنی بھی یہی
ہون - جتنی دلیلین اور تقریرین ثبوت صانع عالم کی ماہرین فلسفہ قدیم و
جدید نے لکھی ہین ان سب مین دھندلے طور سے اس دلیل مبنی بر حد ادراک
بشری کی طرف اشارہ ہے - اکثر دلیلون مین وہ مضمر ہے اور بعض مین بہت
غور سے نظر بھی آتی ہے مگر اس تحدید کے ساتھ بیان نہین ہوئی ہے - ادراک
انسانی کی یہ حد بھی ہے کہ مطلق سے وہ متعلق نہین ہو سکتا - بے تعلق کے
جاننا محال ہے اور متعلق ہو تو معلوم مطلق نہ رہے اور خلاف مفروض ہو جائے
ادراک انسانی کی یہ بھی حد ہے کہ وہ علت کو الی غیر النہایة نہین بتا سکتا

کہین جاکر اُسکو مان لینا پڑتا ہے کہ یہ حد ہی اُسکے آگے جانا طاقت بشری سے باہر ہے۔ ممکن ہے کہ مسلمانون کے لیے "الی ربک المنتہی" اس حد کے بیان کرنے کا بہترین طریقہ ہو۔ علوم عقلیہ مین زمان۔ مکان۔ مادہ۔ حرکت قوت تک ادراک بشری سلسلہ عقل کو پہونچاتا ہے اور وہان جاکر ٹھہر جاتا ہی۔ آگے نہین چل سکتا۔ ادراک انسانی کی یہ بھی حد ہے کہ وہ صرف علت حدوث کو جان سکتا ہے۔ علت خلق کو نہین جان سکتا ——— علت حدوث کا علم اُسکو صیانت حیات مین مدد دیتا ہے۔ علت خلق کا علم اگر بفرض محال ہو بھی سکے تو صیانت حیات مین اُس سے کچھ فائدہ نہین ہو سکتا بالفاظ دیگر کہہ سکتے ہین کہ ادراک انسانی کو صرف کیف یعنی کیون (How) کا علم ہو سکتا ہے۔ لما (کس لیے) (Why) کا علم ہو ہی نہین سکتا۔ اگر شکر اور ذائقہ مین اتصال ہو تو انسان حکم لگا سکتا ہے۔ کہ ایک کیفیت خاص جسکو شیرینی کہتے ہین پیدا ہوگی۔ مگر یہ بات کہ شکر کس لیے شیرینی کی کیفیت پیدا کرتی ہی۔ اور نمک کیون نمکینی کی کیفیت پیدا کرتا ہے ادراک انسانی سے باہر ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ درخت سے پھل زمین پر کیون گرتا ہے تو انسان جواب دیسکتا ہے کہ سالمات مادہ کو باہم کشش رہی ہے اور زمین پھل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کشش کس لیے ہے تو جواب دینا قوت بشری سے باہر ہے۔ ادراک انسانی کی قوتکے محدود ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان عدم محض سے کسی فرد کائن کا وجود مین آنا تصور ہی نہین کر سکتا۔ اُسکو یہ کہنا ناگزیر ہوتا ہے کہ بالقوۃ وجود سے جیون

بالفعل وجود مین آتی ہین - ادراک انسانی کو دائرہ وجود سے عدم محض کی جانب جانے کی مجال نہین ہے - وجود ہی کی مختلف منزلون تک اُسکا گزر ہے - محسوسات مین آئے تو وجود فعلی تک پہونچ جائے - تجریدًا علل غیر محروسہ بالفعل کی طرف جائے تو بالقوۃ وجود کا تعقل کرے -

فصل - اس بات کے بیان مین کہ مادہ کو فنا نہین

تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عرف مین جسکو فناء مادہ کہتے ہین وہ عدم محض نہین ہے - صرف غیبت عن النظر یا عدم محسوسیت ہے - اگر مادہ کا کوئی حصۂ معتدبہ یا اُس کے سالمات کا ایک جز وبھی معدوم محض ہوسکے تو تمام وہ علم جن مین مقادیر سے بحث ہوتی ہے اور جن کے مقدمات مین مقدارون کے معین ہونے سے صحیح نتائج نکلتے ہین غیر صحیح ہوجاوین -
اگر کوئی شخص حساب لگاکر کہے کہ پانچ سیر اور سات سیر پانی مل کر بارہ سیر ہوتا ہے تو معارض کہہ سکتا ہے کہ نہین ملانے مین دو سیر فنا یا معدوم محض ہوجاتا ہے اور حاصل فقط دس سیر ہوتا ہے - اگر بیس اشرفیان کسی خادم کے سپرد کی جاوین اور وقت طلب وہ فقط پندرہ پیش کرے تو اُس سے مواخذہ نہ ہونا چاہیے - وہ کہہ سکے گا کہ پانچ اشرفیان معدوم محض ہوگئین - ریل کے ذریعہ سے سیر بھر پلاٹینم لکھنؤ سے دہلی بھیجی جائے اور وہان پہونچکر فقط تین پاؤ رہ جائے تو یہ دہات لکھنؤ سے دہلی تک پہونچنے مین جن

لوگون کے ہاتھ سے گزری ہے اُن مین سے کسی سے مواخذہ نہ ہونا چاہیے
کیونکہ جب مادہ کو فنائے محض ہوتی ہے تو کیون پاؤبھر پلاٹینم کو فنائے محض
نہ ہو گئی ہوگی۔

علاوہ اس کے ادراک بشری فقط موجود ہی سے متعلق ہو سکتا ہے۔
معدوم محض سے متعلق نہین ہو سکتا۔ایسی حالت مین یہ حکم لگانا کہ مادہ موجود معدوم
محض ہو گیا ہے یا عدم محض مادہ بن گیا۔طاقت بشری سے باہر ہے اور
اسی کے قریب ہے یہ قضیہ کہ مجہول مطلق کی طرف نفس کو توجہ نہین ہوتی۔
غلطی سے ذات کی جس حالت کو ادراک عدم کہتے ہین وہ اصل مین عدم
ادراک ہے۔

مادہ کے غیر فانی ہونے سے ہماری مراد اُس قوت کا غیر فانی ہونا ہے جس
سے مادہ انسان مین مزاحمت کی حالت پیدا کرتا ہے۔اگر حکمائے یونان اور
اُن کے مقلدین کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ مادہ مرکب من الہیولی والصورۃ
ہوگا۔یہ قول نتیجہ ہے تقسیم بشری (Analytical division) کا
یعنی جسم کو ایسے دو اجزا مین تقسیم کر دیا ہے جن مین سے کوئی جزو جداگانہ مستقلاً
موجود فی الخارج نہین ہو سکتا۔بلکہ ایک جزو محسوس ہوتا ہے لامسہ سے اور
دوسرا جزو محسوس ہوتا ہے باصرہ سے۔ہیولی حقیقت مین وہ مظہر مزاحم
ہے جو لامسہ سے مدرک ہوتا ہے اور صورت وہ مظہر ہے جو باصرہ سے
مدرک ہوتا ہے۔اگر تقسیم کنندہ مین قوت لامسہ نہوتی تو ہیولی جسم کا جزو نہ ہوتا
ایسا ہی اگر قوت باصرہ نہ ہوتی تو صورۃ جسم کا جزو نہ ہوتی۔زمانہ حال مین جو

محققین کہتے ہین کہ عالم مین مادہ اور قوت دو جداگانہ وجود ہین اور دونون
مین سے کسی کو فنا نہین۔ اُسکے یہ معنے نہ سمجھنے چاہیین کہ وجود خارجی مین
تجربہ انسانی مادہ اور قوت کو جدا جدا ادراک کرتا ہے۔ یہ تقسیم بھی بشری تقسیم
ہے۔ ورنہ جہان تک انسان کو ادراک ہوتا ہے۔ مادہ اور قوت ہمیشہ
دونون ساتھ ملے ہوئے پائے جاتے ہین۔

فصل اس بیان مین کہ کسی حرکت کو مانند مادے کے فنا نہین ہے

تجربہ ثابت کرتا ہے کہ حرکت جب ظاہر مین نظر نہین آتی تو وہ فنا نہین
ہوتی ہے بلکہ اُسکی صورت بدل جاتی ہے۔ یا تو وہ حرارت یا نور یا مقناطیس
یا برق کی صورت مین تبدیل ہو جاتی ہی یا کشش کی حالت مین لامسہ کو محسوس
ہو سکتی ہے۔ اگر حرکت معدوم محض ہو سکے تو جتنے علوم ایسے ہین جن مین مقدار
حرکت سے بحث ہی اُن سب سے صحیح نتائج نہ نکل سکین گے۔
علاوہ برآین عقل انسانی عدم مطلق حرکت کا نہ تعقل کر سکتی ہے نہ اُسپر حکم
لگا سکتی ہے۔ حرکت کے غیر فانی ہونے سے اُس مزاحمت کا غیر فانی ہونا
مراد ہے جو انسان کو اُس سے محسوس ہو سکتی۔ اس سے واضح ہو گا کہ دوام
حرکت و عدم فناء مادہ دونون کا ادراک ہمکو قوت کی صورت مین ہوتا ہی۔

فصل اس بیان مین کہ قوت کو دوام ہے

قوت کے جو تجربے ہمکو ہوئے ہین اُن کا تقاضا ہے کہ ہم قوت کو

دو قسمون مین تقسیم کرین -

(۱) وہ قوت جو تغیر نہین پیدا کرتی یہ وہ قوت ہی جس سے جسم اپنے حیز مین متحیز ہوتا ہے یا مکان کو گھیرتا ہے -

(۲) وہ قوت جو تغیر پیدا کرتی ہے اور جس سے حرکت جسمی یا حرکت سالمی پیدا ہوتی ہے - اس قوت کو اصطلاح مین طاقت energy کہتے ہین - حرکت جسمی وہ حرکت ہے جس مین جسم ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف جاتا ہے اور حرکت سالمی وہ حرکت ہے جس مین جسم خواہ ساکن ہو یا متحرک اس کے سالمات حرکت کرتے ہین - مثلاً اشرفی کو جسکا لمس صفر ہو دو سو درجے کی گرمی پھونچاوین تو اُسکے سالمات جو حرکت صفر لمس کی حالت مین کرتے ہین دو سو درجے گرم ہونے پر اُس سے زیادہ حرکت کرنے لگتے ہین - اور اگر اتنی گرمی پھونچاوین کہ اشرفی پگھل جاوے تو اُسکے سالمے اور زیادہ حرکت کرنے لگتے ہین - اور اگر اتنی گرمی پھونچاوین کہ اشرفی کا سونا ہوا کی صورت مین بدل سکے تو اُسوقت مین سالمات اشرفی اور زیادہ حرکت کرین گے - قوت کی دونون قسمون کو دوام ہے مگر اس قضیہ کو ہم ثابت نہین کر سکتے - کیونکہ ثبوت کے معنی یہ ہوتے ہین کہ ہم ایک قضیہ کو اُس سے عام تر قضیہ مین داخل کر دین اور اُس عام تر کو دوسرے عام تر مین - لیکن یہ ادخال غیر متناہی نہین ہو سکتا - ضرور کہین جا کر قضیہ اعم الاعمات پر ٹھہریگا اور ادراک بشری کے لیے اعم الاعمات یہی قضیہ ہے کہ قوت کو دوام ہے اس لیے اُسکو ثابت کرنا خلاف مفروض ہے - جس قوت مقید کی نسبت

دوام کا حکم لگاتے ہین اور جس سے علم بشری متعلق ہوتا ہے اُسکی بابت مان لینا پڑتا ہے کہ وہ مظہر ہے اُس قوت مطلق کا جس سے علم بشری متعلق نہین ہوسکتا۔ کیونکہ مقید اور قابل الادراک ہونے کا مفہوم بھی تو اضافی ہے اور جب تک مطلق اور غیر قابل الادراک کو تسلیم نہ کرین تب تک مفہوم اضافی کا تحقق ناممکن ہوگا۔

پہلی تفریع استمرار قوت کی یہ ہے کہ موثر اور اثر مین جو نسبت ہوتی ہے وہ ہمیشہ یکسان رہتی ہے۔ جو قوت سیر بھر لوہے کو زمین سے ایک گز بلند کرسکتی ہے وہ اگر جملہ شرائط و حالات یکسان رہین تو ہمیشہ ایک ہی گز بلند کرے گی۔ نہ کم نہ زیادہ۔

دوسری تفریع استمرار قوت کی یہ ہے کہ قوت کی وجہ سے جو حرکت جسمی کسی جسم مین محسوس ہوتی ہو اگر وہ حرکت رک جاوے تو قوت مذکورہ معدوم نہین ہوتی بلکہ دوسری صورتین مانند حرارت یا نور یا برق کے پیدا کرلیتی ہے۔ برما جب نہایت سرعت سے خشک اور سخت لکڑی مین چلایا جاوے تو رگڑ سے وہ لکڑی جلنے لگتی ہے۔ اس جلنے کے اصل معنی یہ ہین کہ برمے کی حرکت جسمی کا ایک حصہ لکڑی کی مزاحمت کی وجہ سے حرکت سالمی یعنی حرارت مین بدلتا ہے اور برما اتنا گرم ہوتا ہے کہ لکڑی جلنے لگتی ہے۔

اگر کہربا کو اندھیرے مین اون پر رگڑنا شروع کرین تو کہربا کی حرکت جسمی کا بعض حصہ بجلی کی صورت مین چمکنے لگتا ہے۔ تصادم لوہے مین مقناطیسی کیفیت پیدا کردیتا ہے اس کے بھی یہی معنی ہین کہ صدمون کی حرکت جسمی کا

ایک حصہ حرکت سالمی یعنی جذب مقناطیسی مین بدل جاتا ہے -

اگر فولاد کو چقماق پر مارین تو چمکتی ہوئی چنگاریان پیدا ہوتی ہین یعنی ایک حصہ حرکت جسمی کا دو قسم کی حرکت سالمی نور اور حرارت مین بدل جاتا ہے -

ریل اور دخانی جہاز کے چلنے مین حرارت جو ایک قسم کی حرکت سالمی ہے ٹرین یا جہاز کی حرکت مین بدلتی ہے - آجکل ہندوستان مین جابجا برقی قوت سے پنکھے چلتے ہوئے نظر آتے ہین - جن مین برق جو ایک قسم کی حرکت سالمی ہے حرکت جسمی مین بدلتی ہے -

چونا اور کتھا ملانے سے گرمی پیدا ہوتی ہے اور شورہ اور پانی ملانے سے خنکی - یعنی کیمیائی ترکیب سے حرارت جو ایک قسم کی حرکت سالمی ہے زیادہ ہو جاتی ہے یا کم -

دوام قوت کی تیسری تفریع یہ ہے کہ حرکت اُس جہت مین ہوتی ہے جس مین کم سے کم مزاحمت ہو - مثلاً نہرین اُنھین راہون سے بہتی ہین جن مین اُنکا بہنا تمام راہون سے زیادہ آسان ہو - درختون کی جڑین زمین مین اُنھین جھتون مین گھستی ہین جن مین گھسنا سب سے زیادہ آسان - خون کے لیے جسم مین وہی راہین شریان اور ورید بنتی ہین جن مین خون کا گزرنا باقی تمام جسم سے زیادہ آسان ہو - حیوانات اور نباتات مین سے کسی قسم خاص کا کسی مقام مین اور مقامون سے زیادہ ہونے کی سوا اس کی اور کوئی وجہ نہین کہ وہان اُس قسم کے نمو کو روکنے والی قوتین اور مقامون سے کم ہین - مظاہر عقلی -

(Phenomena of Mind) مین اس کلیہ کو لگانا آسان نہین ہے - لیکن اس بات سے کہ جب خاص خاص خواہشین ذات مین پیدا ہوتی - تو جسم کے خاص خاص حصون مین حرکت ہوتی ہے یہ لگتا ہی کہ حرکت اُنھین حصون مین ہوتی ہے جن مین اُس خواہش کے ساتھ حرکت ہونا آسان ہے - عادت سے کسی کام کا کرنا اور اُسے بہ آسانی انجام دے سکنا بجز اسکے اور کچھ معنی نہین رکھتا کہ ایک خاص کام کے لیے جسم کے خاص حصے بہ نسبت دوسرے حصون کے بہت زیادہ آسانی کے ساتھ حرکت کرتے ہین - دنیا کی قومین بھی اُنھین مقامون مین زیادہ ترقی کرتی ہین جہان ترقی سے روکنے والی قوتین کمترین ہون چوتھی تفریع دوام قوت کی یہ ہے کہ جتنی حرکتین کائنات مین مشاہدہ ہوتی ہین وہ سب کی سب وقتی یا موجی ہین - کسی چیز کا ایک خط مستقیم مین سدا چلا جانا یا ایک دائرے مین پھرتا رہنا گو عقلاً محال نہو مگر کبھی متحقق نہین ہوتا درختون کے پتے اور گھاس کے تنکے ہمیشہ ایک ہی حالت سے ہلتے نہین رہتے - کبھی زیادہ ہلتے ہین کبھی کم اور کبھی ساکن ہوتے ہین - اور جو حرکتین اُن سے صادر ہوتی ہین وہ بھی خط مستقیم یا حقیقی دائرے مین نہین ہوتین - دنیا مین کوئی دریا ایسا نہین ہے جو اول سے آخر تک خط مستقیم مین بہا ہو - اثیر - نور - حرارت - برق - ہوا مین بھی تموج ہوتا ہی - سیارون کے مدار بھی حقیقی دوائر نہین ہین - وہ نور اور حرارت جو سورج سے کسی حصہ زمین تک کسی وقت خاص مین پہونچتی ہے ہمیشہ اُتنی ہی اُس حصہ کو نہین پہونچتی بلکہ مقدار مین بدلتی رہتی ہے - حیوانات اور نباتات

مین یہ دفقی حرکتین زمانی جوش و سکون کی صورت مین نمایان ہوتی ہین۔ بہار مین نئی کونپلین نکلتی ہین۔ ہمیشہ نہین نکلتین۔ خریف مین درخت بار آور ہوتے ہین۔ ہمیشہ نہین ہوتے۔ حیوانات عموماً رات اور دن مین کسی وقت جاگتے اور زیادہ کام کرتے ہین۔ اور کسی وقت سوتے اور استراحت کرتے ہوئے پائے جاتے ہین۔ آدمیون مین بھی ذاتی قوی دفقی ہوتے ہین کسی وقت خوشی کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے۔ کسی وقت قوائے عقل خوب چاق ہوتے ہین اور کسی وقت بہت سُست۔ قومون کے عروج زوال مین بھی دفقی اور موجی حرکت نمایان ہے۔ کبھی ایسے اسباب فراہم ہوجاتے ہین کہ دفقی حرکت عروج کی صورت پیدا کرتی ہے۔ لیکن مخالف اسباب عروج کو روک دیتے ہین۔

خط مستقیم مین اُس وقت حرکت ہوسکتی جب مکان غیر محدود و فارغ عن جمیع الاشیاء مین کوئی سالمہ بسیط ایک سمت مین چلتا ہو مگر جب مکان فارغ عن جمیع الاشیاء نہین بلکہ اُس مین بہت سے مادے اور قوتین موجود ہین تو خط مستقیم مین حرکت کیسے ہو۔ جب زمان و مکان و مادہ و حرکت و قوت کو سرمدی مان لیا تو اکثر کائنات جزئیہ کے وجود بین العدمین مین سے عدم اول کو تصور کرین تو وہ عدم محض نہ ہوگا یعنے ایسی حالت نہ ہوگی کہ نہ زمان ہو نہ مکان۔ نہ مادہ ہو نہ حرکت و قوت اور نہ اُن کا موجد۔ ایسے عدم محض سے تو ادراک بشری متعلق ہو ہی نہین سکتا۔ بلکہ ایسی حالت ہوگی کہ زمان اور مکان اور مادہ اور حرکت و قوت سب موجود ہون یا اُنکا موجد۔ البتہ

کائنات جزئیہ مانند کہکشان - ثوابت - شموس - واقمار - سیار - ثوابت - کائنات جو - سمندر - پہاڑ - معدنیات - حیوانات و نباتات وغیرہ ہوں - علما دحال کا تصور اب اس عدم سابق کی نسبت یہ ہے کہ ازل کے کسی زمانہ مین جسکا وقت معین کرنے کے لیے سنکھ سنکھ صدیان گویا ایک دقیقہ کے برابر ہین مکان جسکے حیز مین ایک تصور کرنے والا بھی ہے ایثھر (aether) سے بھرا تھا۔ اُس مین پیدا کرنے والی قوت کے اثر سے بجد چھوٹے چھوٹے بھنور یا چکر پیدا ہوئے - اور وہی سالمات اولیہ ہین - اُسکے بعد اُن اسباب سے جن کا علم انسان کو نہین ہو سکتا سالمات عنصری کی صورت پیدا ہوئی - ان عناصر سے بوساطت اُن اسباب کے جو عقل انسانی سے بالاتر ہین یہ کائنات عالم بنی ور الاماشاء اللہ بنتی رہے گی اور اگر سب کچھ نیست و نابود ہو جائے تو عدم آخر پیدا ہو گا - جس مین زمان و مکان و مادہ و حرکت و قوت اور ان کا موجد باقی ہو گا - اور جو حالت انتشار سالمات و سرعت حرکت عدم اول مین تھی - ویسی پھر نہ ہو گی اور ایسی دوری وجود بین العدمین مین جاری رہین گے یہ بات کہ کبھی عدم محض تھا یا کبھی عدم محض ہو گا انسان کے ادراک سے باہر ہے - عدم یعنے بالقوہ وجود سے وجود فعلی مین آنا کون ہے اور وجود فعلی سے وجود قوتی یا عدم مین جانا فساد (Dissolution) ہے -

کائنات جزئیہ کے بالفعل موجود ہونے مین جو تغیرات مادہ و حرکت و قوت کی اضافی مقدارون اور حالتون مین ہوا کرتے ہین اُن سب تغیرون کی جنس الاجناس یا کلیہ کبریٰ یہ ہے کہ مادہ و حرکت عالم مین ہمیشہ

جدید تقسیم ہوا کرتی ہے۔ جس سے فرد کائن بالقوۃ وجود سے وجود بالفعل مین اور بالفعل وجود سے بالقوۃ وجود مین جاتا ہے۔ اُس قوس صعودی مین جسمین کائنات قوتی وجود سے فعلی وجود مین آتی ہے سالمات مادہ مین غایت انتشار سے میل الی الانضمام ہوتا ہے۔ اور حرکت موجودہ فی السالمات اُن مین سے نکلتی جاتی ہے۔ سالمات مادہ کا حالت انتشار سے حالت انضمام مین آنا یا بسیط ہوتا ہے یا مرکب۔ انضمام بسیط وہ ہی جسمین سالمات منتشرہ جلد منضم ہو جائین اور حرکت موجودہ فی السالمات اُس مین سے یون نکل جائے کہ فرد کائن کے اجزا مین امتیاز نہ ہونے پائے۔ مثلاً پانی کے بہت سے ذرے بخاری حالت مین ہون اور جلد زیادہ سردی پہونچنے سے برف ہو جائین۔ انضمام مرکب وہ ہے جس مین سالمات مادہ آہستہ آہستہ انضمام قبول کرین۔ اور جو حرکت اُن مین رہے وہ بتدریج بطی خارج ہو۔ اور اس دیر لگنے سے منضم ہونے والے سالمات کے مجموعہ مین مختلف اجزا پیدا ہو جائین۔

نباتات اور حیوانات مین جو انضمام سالمات نظر آتا ہے وہ انضمام مرکب ہے۔ ہر درخت فقط اُنھین سالمات کا مجموعہ نہین ہے جو ہوا اور پانی اور گرد کی زمین مین منتشر تھے بلکہ ایک صورت مین جمع ہونے کے علاوہ بعض سالمات اُسکے چھال بنے ہین۔ بعض پتے۔ بعض پھول۔ بعض پھل ہر حیوان فقط یہی نہین کرتا کہ جو سالمات مادہ نمک وغیرہ معدنیات غیر ذی روح مین اور نباتات وغیرہ مین موجود ہین اُنکو غذا کی صورت مین

لیکر اپنے جسم مین فراہم کردے۔ بلکہ اُس حرکت سالمی کی وجہسے جو سالمات مین بطور حرارت یا ارتباط کیمیائی وغیرہ موجود ہوتی ہے بعض سالمات گوشت بنتے ہین۔ بعض ہڈی بعض بھیجا۔ بعض بال۔ بعض کھال۔ بہرحال انضمام سالمات خواہ بسیط ہو یا مرکب پہلا واقعہ جو ہمیشہ کون ([illegible]) مین نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ سالمات مادہ زیادہ اضافی انتشار کی حالت سے زیادہ اضافی انضمام کی حالت مین آتے ہین اور اس تغیر من الانتشار الی الانضمام مین وہ حرکت کثیرہ جو سالمات منتشرہ مین تھی نکلتی جاتی ہے۔ نظام شمسی جب بنا تو یہی ہوا کہ اول عناصر کے سالمات جو نظام شمسی مین پائے جاتے ہین نہایت انتشار کی حالت سے باہم منضم ہونا شروع ہوئے اور حرکت اُن مین سے نکلنا شروع ہوئی۔ سورج بنا اُسکے چرخ سے سیارے اُس مین سے جدا ہوئے اور اُنھون نے مداری حرکت قبول کی جو روشنی اور حرارت سورج سے نکلتی ہے اُسکے نکلنے کی یہی وجہ قیاس کی جاتی ہے کہ سورج کا جرم منقبض ہوتا جاتا ہے اور حرکت خارجہ نور اور حرارت کی صورت مین جو مین منتشر ہوتی ہے۔ جن سیارون مین سے روشنی آتی ہے اُنکے متعلق بھی یہی قیاس ہے کہ اُنکے اجرام منقبض ہو رہے ہین اور حرکت خارجہ من السالمات نور کی صورت مین نمایان ہو رہی ہے۔ زمین کی بابت قیاس ہے کہ کسی وقت گداختہ حالت مین تھی اور بتدریج ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے۔ اُس کے سالمات کی حرکت کے خارج ہونے سے چندمیل کا موٹا چھلکا اُبھر جم گیا ہے اور اُسکے اندر اب بھی

گداختہ مادہ نہایت گرم موجود ہے۔

جو طاقتین نباتات اور حیوانات کے افعال حیات مین مدد دیتی ہین وہ سب صور جدیدہ ہین۔ سورج کے نور اور حرارت پر نباتات کا نمو موقوف ہی اور حیوانات کا نمو نباتات پر منحصر ہے۔

بہت سے لوگون کو اس بات کے سننے سے حیرت ہوگی کہ ذاتی یا اندرونی قوتین مثلاً۔ ادراک۔ تصور۔ تعقل۔ جذبات نفسانی بھی اُسی طرح سے مادہ و حرکت کے تعامل کا نتیجہ ہین۔ جسطرح واجب الوجود غیر قابل ادراک باعث ہوتا ہے اُن مظاہر کا جنکو ہم حرکت یا حرارت یا نور یا کیمیائی ارتباط کہتے ہین اور جیسے وہ باعث ہوتا ہے اُن مظاہر کے ایک صورت سے دوسری صورت مین بدل جانے کا ویسا ہی وہی واجب الوجود باعث ہے اُن مظاہر کا جن کو ہم ادراک۔ محبت۔ بغض۔ غصہ۔ جذبات نفس۔ تصور۔ تعقل۔ حافظہ۔ ممیزہ وغیرہ کہتے ہین۔ یہ بات اب اہل علم مین مسلم ہوتی جاتی ہے کہ کوئی تصور یا خیال پیدا نہین ہو سکتا۔ جب تک کہ اُسکے پیدا کرنے مین سوی الذات کی قوتون مین سے کوئی قوت صرف نہ ہوئی ہو۔ رہی یہ بات یہ انقلاب کیون ہوتا ہے اور حرکت یا حرارت یا نور احساس یا ادراک مین کیون منقلب ہو جاتے ہین یا یہ کہ ہوا کا تموج کان تک پھونچ کر آواز کی صورت کیون پیدا کرتا ہے۔ اثیر کا تموج نظر کا اثر کیون پیدا کرتا ہے۔ دماغ مین کیمیائی تغیر محبت۔ ہمدردی۔ حسد۔ بغض۔ غصہ خواہش وغیرہ جذبات نفسانی کیون پیدا کرتا ہے۔ یہ ایسے بھید ہین جو

انسان کی سمجھ سے باہر ہین۔

"وَمَا اُوتِیتُم مِنَ العِلمِ اِلّا قَلِیلاً"

یہ بھید اُسی قبیل کے بھید ہین جو حرکت۔ حرارت۔ نور۔ مقناطیس کیمیائی ارتباط وغیرہ قوائے سوئی الذات کے ایک صورت سے دوسری صورت مین منقلب ہونے مین نظر آتے ہین عقل کو یہ قدرت ہی نہین کہ مادہ یا سوی لذات اور روح یا ذات کی حقیقت کو جان سکے۔یہی حال ہی عشرتی (Cycles) قوتون کا جو مادہ اور حرکت کے تعامل سے پیدا ہوتی ہین۔اگر فصلین اچھی ہون تو عشرتی کاروبار کو ترقی ہونے لگتی ہے۔ اور فصلین خراب ہون تو حالت برعکس ہوجاتی ہے۔اور فصلون کا اچھا اور برا ہونا سورج کے نور اور حرارت کا نتیجہ ہے۔اگر کائنات کے عدم سے وجود مین آنے کے وقت سالمات مادہ مین بجز اُس سیر من الانتشار الی الانضمام کے جس کا بیان ہو چکا اور کچھ نہ ہوتا تو کون (Evolution) کی یہ تعریف کافی ہوتی کہ وہ فعل (Process) کی حیثیت سے سالمات مادہ کا کم لازب (Loose) coherent) حالت سے زیادہ لازب حالات مین آنا ہے اس لیے کہ اُن مین سے حرکت کو خروج (Dissipation) ہے اور خود سالمات کو اجتماع (Integration) لیکن جب حرکت تدریجاً کلی خارج ہوتی ہے تو سالمات مادہ مین اجتماع کی کی حالت کے ساتھ امتیاز شروع ہوجاتا ہے یعنی کائن معین کے ذی سالمات

کے مختلف حصے مختلف صورتین پیدا کر لیتے ہین - سیارات سبعہ حالانکہ
سورج ہی مین سے جدا ہوئے ہین مگر اُنھون نے مختلف صورتین پیدا کرلین -
اُنکے اوزان نوعی مختلف ہوگئے - اُن کے قوام طبعی جدا جدا ہوگئے اُنکے
مدار بھی ایک سے نہین رہے - زمین جب سورج سے جدا ہوئی تو یکسان
گداختہ حالت مین تھی - مگر اب چند میل کے ثخن کا منجمد چھلکا اُسپر ہے -
باقی کرہ گداختہ ہے - دونون کی صورت مین امتیاز ہے - پھر یہ منجمد
چھلکا پہاڑون اور صحراؤن اور وادیون اور میدانون کی مختلف
صورتون مین ممتاز ہوگیا - درخت مین جو امتیازات حرکت منطویہ کی
وجہ سے ہوئے ہین وہ محتاج بیان نہین - اوّل تو وہ دو قسم مین
منقسم ہوتا ہے - ایک حصّہ فوق الارض رہتا ہے - دوسرا حصّہ تحت
الارض جاتا ہے - حصّہ تحت الارض جڑ ہے اور حصّہ فوق الارض تنہ -
پھر اس حصّہ فوق الارض مین متعدد امتیازات ہوتے ہین - کچھ سالمے
پھول بنتے ہین - کچھ پھل - کچھ پتے اور کچھ چھال - حیوان مین حرکات
منطویہ فی السالمات کے سبب سے بڑے بڑے امتیازات ہوتے
ہین - بال - کھال - گوشت - ہڈی - گودا وغیرہ ممتاز چیزین بن جاتی ہین
جاندار افراد سے قطع نظر کرکے اگر کل جانداروں کو جو زمین پر ہین -
دیکھین تو عیان ہوتا ہے کہ زمان حال کے نباتات اور حیوانات مین
ہزار سال پہلے کے حیوانات اور نباتات کی نسبت زیادہ تنوع یعنی
امتیاز ہے - نوع انسان کے اصناف مین جتنا امتیاز لاکھ سال پہلے

تھا اُس سے اب بہت زیادہ ہے۔
وحشی قومون کے افراد مین جتنا ایک دوسرے سے امتیاز ہوتا ہے
مہذب قومون مین اُس کی بہ نسبت ہزار چند زیادہ ہوجاتا ہے۔ وحشی
قومون مین ایکہی شخص گویا سب پیشے کرسکتا ہے اور اس طورسے
ایک فرد دوسرے فرد سے کم ممتاز ہے۔ مگر مہذب
قومون مین نجّار حدّاد سے جدا ہے۔ حکیم فقیہ سے اور امیر البحر زاہد سے۔
گزشتہ مثالون سے ظاہر ہے کہ حرکت منطویہ کے سبب سے علاوہ انضمام
سالمات کے کون (Evolution) مین امتیاز بھی ہوتا ہی
اس حدتک پھنچ کر اگر کون کی تعریف کرین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ کون
بدلتا ہے غیر لازب اور متحد النوع (Homogeneous)
مادہ کا لازب (Coherent) اور مختلف النوع
(Heterogeneous) مادہ مین اسلیے کہ سالمات مادہ
منضم ہوتے جاتے ہین اور اُن مین سے حرکت خارج ہوتی جاتی ہے
اگر غور سے دیکھا جائے تو تعریف مذکور جامع اور مانع نہین ہوئی ہے
ابھی اور قید لگانے کی حاجت ہے۔ کون مین سالمات مادہ جیساکہ
بیان ہوا انتشار سے انضمام کی حالت مین آتے ہین۔ اور انضمام کے
ساتھ ساتھ فرد کائن معین کے حصون مین امتیاز ہوتا جاتا ہے۔ علاوہ
ممتاز ہونے کے ممتاز شدہ حصون مین تحدید بھی ہوتی جاتی ہے۔ ہر
حصہ جدا شدہ کی ایک ایسی حد معین ہوجاتی ہے کہ وہ اُس سے تجاوز

کرکے دوسرے حصہ جدا شدہ کی صورت نہین پیدا کرسکتا اور جو علاقہ اُس کو
کل فرد کائن اور اُسکے باقی اجزا سے ہے وہ محدود ہوجاتا ہے۔ مثلاً
جو سالمات کسی درخت مین چھال بنتے ہین۔ اُن مین پھول بن جانے
کی قابلیت نہین رہتی۔ اُن کی حد معین ہے کہ وہ چھال رہین اور درخت
کی سطح ظاہری پر ہون۔ جو سالمات پھل بن جانے کے لحاظ سے
ممتاز ہوتے ہین وہ حد معین سے باہر نہین جاسکتے۔ اور اُن کا مکان
و زمان معین ہوجاتا ہے۔ وہ جڑ کی شکل مین ہرگز نمایان نہین ہوسکتے۔
نہ ہیشہ نکلتے ہین۔ حیوانون مین بھی جو سالمات گوشت بننے کے لیے جدا
ہوتے ہین نہ وہ ہڈی ہوسکتے ہین نہ جلد کے اوپر پائے جاتے ہین
جتنا جتنا انضمام اور امتیاز زیادہ ہوتا ہے اور جتنا جتنا فرد کائن
اوج کمال کے قریب پھونچتا ہے لغوتی تحدید بڑھتی جاتی ہے اور
جون جون فرد کائن وجود بالقوۃ یا عدم امتیازی سے قریب ہوتا
جاتا ہے اُس مین تحدید کم ہوتی جاتی ہے۔ الغرض جب فرد کائن
قوت سے فعل کی طرف چلتا ہے تو اُسکے مادے کے سالمات مین
انضمام و امتیاز و تحدید شروع ہوتی ہے اور اُس کے اوج کمال
پر پہونچنے تک زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور یہ تینون حالتین اسی وجہ
سے ہوتی ہین کہ سالمات مادہ لازب ہوتے جاتے ہین اور حرکت
منطویہ اُن مین سے خارج ہوتی جاتی ہے۔ فرد کائن کے یہ تغیرات
مادے کے سالمات مین تقسیمات جدیدہ کا اثر ہین۔ لیکن مادے

کی ان تقسیمات جدیدہ کے ساتھ ہی وہ حرکت مین جو سالمات ہین۔
منطوی رہجاتی ہے جدید تقسیمین ہوتی ہین۔ جس طرح مادے کے
سالمات مین انضمام ہونے کی وجہ سے ہیئت خاص پیدا ہو جاتی ہے
اسی طرح وہ حرکت جو سالمات مین رہ جاتی ہے ہیئت مادّی کو بہ حیثیت
مجموعی حرکت خاص دے دیتی ہے۔ سیارے اپنے اپنے مدارون پر
جو حرکات کرتے ہین وہ نتیجہ ہین اُن سالمی حرکتون کا جو سیارون
کے سالمات مین موجود تھی۔ حیوانون مین مختلف اعضا جو اب مختلف
عمل کرتے ہین اُن کے اعمال بھی حیثیت مجموعی ہین اُن حرکتون کے
نتائج کی جو اُن سالمات مین موجود تھین جن سے وہ اعضا بنے
اور جیسے سالمات مادہ مین امتیاز اور تحدید ہو جاتی ہے ویسے ہی
حرکات منطویہ فی السالمات مین بھی امتیاز اور تحدید ہو جاتی۔ جیسا کہ ہین
آنکھ کا کام کان سے اور زبان کا کام ناک سے نہین ہو سکتا۔

جو کچھ بیان ہو چکا اُس سے تعریف کون حسب ذیل ہوتی ہے۔
کون نام ہے سالمات مادی کے انضمام اور حرکت کے انتشار کا
جس مین مادہ اپنی غیر معین اور غیر لازب اور متحد النوع حالت
سے معین اور لازب اور مختلف النوع حالت کی طرف چلتا ہے اور جس مین
وہ حرکت منطویہ جو مادہ مین رہ جاتی ہے۔ غیر معین اور غیر لازب
اور متحد النوع حالت سے معین اور لازب اور مختلف النوع حالت
کی طرف چلتی ہے۔

سابق الذکر تعریف ہے کون کی فساد اُس کے عکس ہوجانے کا
نام ہے اور اوج کمال سے حضیض فنا سے پلٹتی ہوئی منزلون کی
حالت کا ذکر ہے - مگر یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ کون وفساد جیسا ایک
دفعہ ہوتا ہے بعینہ ویسا ہی ہمیشہ ہوگا - چونکہ بہت سے قوی اور
مادے باہم تعامل کرتے ہین اسلیے حضیض سے اوج تک آنا اور
اوج سے حضیض مین جانا ہمیشہ ہوتا رہے گا مگر ایک دور ہمہ جہت
دوسرے دور کے مانند نہ ہوگا

سید کرامت حسین

اعلان

سید محمد مالک تصویر عالم پریس لکھنؤ